مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یعنی میں خود اپنے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ میرے بھائی صاحبان نے میرا بہت سا حق دبایا ہوا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ میں اہلحدیث ہو گیا تھا اور میرے بھائیوں نے والد صاحب کو غلط باتیں بتلا کر میرے خلاف کر دیا اور ان کی موت اچانک واقع ہو گئی اور میرے بھائیوں نے میرا سارا حق غصب کر لیا ہے۔ کیا ان کی کوئی چیز جو میرے حق سے کم ہو، میرے ہاتھ آجائے، چوری دبا سکتا ہوں یا نہیں؟

(سائل، حافظ الطاف الرحمان، محلہ قصوریاں قصبہ شرقپور کلاں، ضلع شیخوپورہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق الصواب، اقول وباللہ التوفیق!

بشرط صحتِ سوال، واضح ہو کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ اپنا حق برادری کی پنچایت یا بذریعہ نالش حاصل کرنے کی کوشش کریں یا پھر معاف کر دیں۔ اگر آپ یہ دونوں کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں یا آپ میں اتنی ہمت نہیں ہے تو پھر مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کے عموم کے مطابق آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ اپنے بھائیوں کی کوئی ایسی چیز چوری دبا سکتے ہیں جس کی مالیت آپ کے حق سے کچھ بھی زائد نہ ہو، ورنہ آپ بھی چور اور ظالم قرار پائیں گے۔

ا۔ "الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدىٰ عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدىٰ عليكم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقين ہ (البقرۃ، پ ۲، رکوع ۸)

کہ "عزت والا مہینہ عزت والے مہینہ کے برابر ہے اور ہتک حرمت کا یہی بدلہ

ہے۔ پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے، اس سے اس کی زیادتی جیسا بدلہ لو اور اس سے زیادہ بدلہ لینے میں) خدا سے ڈرو اور جانو خدا کی (مدد) ڈرنے والوں کے ساتھ ہے:۔

۲۔ "وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين" (پ ۱۴ رکوع ۲۲)

"اور اگر زیادتی کا بدلہ لینا چاہو تو اس قدر لیا کرو جس قدر تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر صبر کرو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں بہتر ہے۔" (ترجمہ ثنائیہ)

۳۔ "والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون" (الشوریٰ، آیت: ۳۹)

اور وہ لوگ (مسلمان) جب ان پر (کسی طرف سے ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں"

۴۔ "وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظالمين" (الشوریٰ: ۴۰)

برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے پاس ہے۔ یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔"

۵۔ "ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل" (الشوریٰ)

"اور جو اپنی مظلومی کے بعد بدلہ لے تو ان لوگوں پر الزام نہیں ہوگا (کہ انہوں نے ظلم یا ناجائز کام کیا ہے)

کوئی ان آیاتِ مقدسہ کی کچھ بھی تفسیر کرے مگر یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن مجید عیسائی راہبوں اور گوتم بدھ کے بھکشوؤں کی طرح اپنے پیروؤں کو ظالم کے سامنے مسکین اور بے بس بننے کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا بلکہ قرآن مجید عین انسانی فطرت کے مطابق جہاں وہ اپنے پیروؤں کو جوانمردی کے گر سکھاتا ہے، وہاں یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ وہ اپنے حقوق اور عزتِ نفس کی حفاظت بھی کریں۔ اور جب کوئی ظالم ان کے عفو و درگذر سے ناجائز فائدہ اٹھائے اور عفو و درگذر کو کمزوری اور بے حمیتی پر محمول کرے تو اس سے بدلہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ انتقامی کارروائی میں ظلم و جور کو راہ نہ ہو

مختصر یہ کہ زیر بحث مسئلہ میں فقہاء کے چار قول ہیں:

۱۔ ظالم سے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے۔ خواہ حق نقصان کی جنس سے ہو یا غیر جنس سے۔ ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

۲۔ صرف نقصان کی جنس سے اپنا حق پورا کرنا چاہیے کہ جزاء سيئة سيئة مثلها" سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ جناب مرید اور حنفیہ کی یہی رائے ہے۔

۳ - حق حاکم کے ذریعے واپس لینا چاہیئے - اپنے طور پر واپس لینا جائز نہیں - جیسے کہ قرآن میں ہے:
" لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل "

۴ - اپنا حق خود بھی واپس لینا واجب ہے - ابو سلیمان اور ان کے اصحاب اور امام حزم اور رد المحتار
قول کے مطابق امام شافعی کا بھی فتویٰ ہے - ملاحظہ ہو سبیل السلام ج ۳، ص ۶۸ باب العاریۃ -
مگر ہمارے نزدیک پہلا قول زیادہ صحیح ہے - کیونکہ مذکورہ آیات مقدسہ میں جہاں اپنا حق وصول
کر لینے کا اشارہ ہے وہاں عفو و درگذر کو بھی ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی یہی
واضح ہوتا ہے - احادیث یہ ہیں:

۱ - عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان ھند اُنت عتبۃ قالت یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی
الا ما اخذت منہ وھو لا یعلم فقال خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف"
(صحیح بخاری ص ۸۰۸، ج ۲، باب نفقۃ المرأۃ بالمعروف، کتاب النفقات)
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شکایت کی کہ میرا خاوند ابو سفیانؓ مجھے
اور میرے بچے کو ضرورت کے مطابق خرچ نہیں دیتا مگر یہ کہ میں اس کی بےخبری میں لے
لوں، تو آپؐ نے فرمایا کہ دستور کے مطابق لے لیا کرو"

۲ - "عن عقبۃ بن عامر انہ قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تبعثنا
فننزل بقوم لا یقرونا فما تری فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان نزلتم بقوم فامر لکم بما ینبغی للضیف فاقبلوا فان لم یفعلوا
فخذوا منھم حق الضیف الذی ینبغی لھم" (صحیح بخاری ص ۹۰۶، ج ۲،
اکرام الضیف وخدمتہ)
حضرت عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسولؐ سے عرض کی کہ آپ ہم کو جہاد،
تبلیغ یا سفارت کے سلسلہ میں اطراف و اکناف میں روانہ کرتے ہیں تو ہم ایسی قوم کے
پاس بھی جاتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتی، تو پھر ہم کیا کریں؟ تو آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" اگر وہ تمہاری مناسب مہمانی کرنے کا فیصلہ کر لیں تو فبہا،
ورنہ (جس طریقہ سے ممکن ہو) اپنی مہمانی وصول کر لیا کرو"

ان دونوں صحیح حدیثوں کے عموم سے معلوم ہوا کہ اپنا حق جس طریقہ سے بھی بن آئے، لے لینا جائز ہے۔ چونکہ غاصب ظالم ہیں اور ظلم سے روکنا ظالم کے مفاد میں ہے، اس لئے جس طریقہ سے بھی ممکن ہو، ظالم کو ظلم سے روکنا چاہیئے۔

۳۔ صحیح بخاری میں ہے:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالما او مظلوما قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ننصرہ مظلوما فکیف ننصرہ ظالما قال تأخذ فوق یدیہ" (صحیح بخاری ص۳۳۱ باب اعن اخاک ظالما او مظلوما)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو میں نے کہا، کہ حضرتؐ، مظلوم کی مدد کی وجہ تو معلوم ہی ہے، مگر ظالم کی مدد چہ معنی دارد؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دیا جائے۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم اور غاصب سے اپنا حق واپس لینا دراصل اسکے ساتھ تعاون ہے اور دراصل اس کی مدد کرنا ہے۔

فیصلہ:

ان قرآنی آیات مقدسہ، احادیث صحیحہ اور پھر مذکورہ اقوال فقہاء کے مطابق اس امر کی گنجائش ہے کہ ظالم اور غاصب بھائیوں سے صرف اپنا حق چوری چھپے واپس لیا جاسکتا ہے اور اپنے حق سے زیادہ ایک پائی بھی حرام اور چوری قرار پائے گی۔ اگر حاکم یا پنچایت کے ذریعہ اپنا حق واپس لیا جائے تو یہ بہت ہی اچھا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم!